واصف لطیف
لیکچرار، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔
ڈاکٹر افتخار احمد سلہری
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔

مجلہ "راوی" کا لوک ادب

Wasif Latif
Lecturer, Department of Punjabi, GC University, Lahore.
Dr. Iftikhar Ahmad Sulehri
Assistant Professor, Department of Punjabi, GC University, Lahore.

Folk literature of "The Ravi" Magazine

Folk songs are the songs of the common people which are being passed down from one generation to another. These songs are the common creative heritage of all people, rather than the work of a single author. There are different types of Punjabi folk songs which are available for every occasion from human birth to death. Folk songs are a reflection of civilization, culture, history and the essence of the wisdom of experienced people. Folk songs are found in every language, nation, tribe and region. Folk songs help to understand regional geography, people's thinking, moods, customs and psychology. In 1906, The Ravi Magazine was launched in English. The first vernacular language, Punjabi, was published in 1910 and a few folk songs were printed. The publication of Punjabi language literature in Grmukhi and Shahmukhi and folk literature continues to this day. This research paper presents a research and critical review of the folk literature that adorns the magazine Ravi.

Keywords: *Folk songs, Vernacular, Punjabi, Gurmukhi, Shahmukhi, English, The Ravi, Magazine.*

لوک گیت سے مراد لوگوں کے گیت ہیں۔ یہ گیت صدیوں سے سینہ بہ سینہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتے آرہے ہیں۔ ان گیتوں کا کوئی باقاعدہ شاعر یا تخلیق کار نہیں ہوتا اسی وجہ سے کسی ایک مصنف کی تخلیق کی بجائے تمام لوگوں کا سانجھا تخلیقی ورثہ ہوتے ہیں۔ یہ لوک گیت کسی قوم کا نہ صرف انمول خزانہ ہیں

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بلکہ اُس قوم کی تہذیب و ثقافت، تاریخ اور تجربہ کار افراد کی حکمت و دانش کا نچوڑ بھی ہوتے ہیں۔ لوک گیت ہر زبان، قوم و قبیلے اور علاقے میں پائے جاتے ہیں۔ اِن کی قدامت کا اندازہ لگانا ممکن ہے مگر یہ گیت ہر عہد کے جبر وکَرب، ظلم و ستم کی غیر جانبدار تاریخ اور تہذیب و ثقافت کے عکاس ہوتے ہیں۔ لوک گیتوں کے ذریعے علاقائی جغرافیہ، لوگوں کی سوچ، مزاج، رسم و رواج اور نفسیات سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

لوک گیت کسی بھی تہذیب و ثقافت کا آئینہ ہوتے ہیں جو اُس علاقے کا حقیقی عکس پیش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ریگستانی علاقوں کے گیتوں میں صحرا، جھکڑ، ریت، ٹیلوں اور نخلستانوں کا ذکر ملتا ہے۔ دریا اور سمندر کنارے آباد لوگوں کے گیتوں میں دریا، لہر، طوفان، کشتی اور چپوؤں کا ذکر ملتا ہے۔ اسی طرح پہاڑی علاقے کے لوک گیت علاقائی مناسبت سے لہجے اور مزاج کے اعتبار سے نسبتاً سخت اور خشک ہوتے ہیں۔ دیس پنجاب صحراؤں، دریاؤں، پہاڑوں، میدانوں اور لہلہاتے کھیتوں کی سرزمین ہے لہٰذا پنجابی گیتوں میں یہ تمام جلوے پنہاں ہیں۔

لوک گیت عام لوکاں کے گیت ہوتے ہیں لہٰذا ان کی زبان بھی عوامی ہوتی ہے۔ عام اور سیدھے سادہ الفاظ میں بنا کسی بناوٹ اور تردد کے دِلی جذبات کا اظہار کر دیا جاتا ہے۔ کسی بھی علاقے کے لوک گیت اپنی زبان اور مخصوص علاقائی لہجے کی وجہ سے اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں۔ پنجابی لوک گیتوں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔ انسان کی پیدائش سے وفات تک ہر ہر موقع کے گیت موجود ہیں۔ یعنی "لوری" سے لے کے "وین" تک کے مختلف لوک گیت پنجابی لوک ادب کا حسن ہیں۔ کچھ اہم لوک گیت لوری، بولی، ماہیا، ڈھولا، جگنی، کِکلی، تھال، جُھمر، سمّی، گدّھا، سٹھنیاں اور وین وغیرہ ہیں۔

لوک گیت زمانۂ قدیم میں تفریح طبع کا ذریعہ تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سائنسی ترقی کی بدولت تفریح کے نت نئے ذرائع نے انسان کو مصروف ترین کر دیا اور سینہ با سینہ منتقل ہوتی آ رہی روایات دم توڑنے لگیں لہٰذا اس امر کی ضرورت محسوس کی گئی کہ زبانی کلامی گیتوں کو تحریری صورت میں محفوظ کر لیا جائے تاکہ ہزاروں برس پر محیط اورل ہسٹری محفوظ ہو کر آئندہ نسلوں تک پہنچ جائے۔ بیسویں صدی سائنسی ترقی کی صدی ہے۔ اس صدی میں نت نئی ایجادات سامنے آئیں جن کی بدولت انسان کا معیارِ زندگی بہتر اور بلند ہوا۔ بیسویں صدی میں ہی تقریباً پوری دنیا میں اورل ہسٹری کو محفوظ کرنے کا رجحان شروع ہو جس کے تحت زبانی کلامی گیتوں، کہانیوں اور داستانوں کو تحریری صورت میں محفوظ کیا گیا۔ یہ رجحان انگریزوں کے ساتھ برصغیر میں

بھی آیا اور انگریز انتظامیہ نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت لوگوں کی نفسیات سمجھنے کے لیے مختلف علاقائی زبانوں کے گیتوں، کہانیوں اور داستانوں کو محفوظ کرنا شروع کیا۔ پنجابی ادب کے حوالے سے "The Legends of the Punjab" مرتبہ سر آر سی ٹیمپل (تین جلدیں) اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔

۱۹۰۰ء تک کالج کا کوئی علمی ادبی مجلہ یا ریکارڈ گزٹ نہ تھا۔ جون ۱۹۰۰ء میں شروع ہونے والا سالانہ میگزین صرف کالج ریکارڈ پر مشتمل تھا۔ اُس میں طلبہ کے ادبی ذوق اور تخلیقی کاوشوں کی کوئی جگہ نہ تھی۔ بقول گیرٹ چند برس بعد ہی یہ محسوس کر لیا گیا کہ سالانہ "Record" تعلیمی ادارے کی ادبی سرگرمیوں پر مشتمل ادبی مجلہ کے طور پر ناکافی ہے۔ اسی ضرورت کے پیشِ نظر ''راوی'' کا اجرا ہوا۔ ۱۹۰۵ء میں ماہوار ادبی رسالہ جاری کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ پروفیسر Brett ، Jones اور Wathen کے جوش و خروش اور کوششوں سے جولائی ۱۹۰۶ء میں مجلہ ''راوی'' کا پہلا شمارہ منصہ شہود پر آیا۔ یہ شمارہ صرف انگریزی میں تھا جس کے کُل ۱۲ صفحات تھے۔ ایچ ایل او گیرٹ لکھتے ہیں:

> "... In July 1906 was published the first number of "The Ravi" a monthly Magazine which, under a succession of able and zealous editors, has continued to grow and flourish."(۱)

''راوی'' کی اشاعت کے ساڑھے تین برس بعد فارسی رسم الخط میں پنجابی لوک گیت شائع ہوئے۔ اُس زمانے میں ''راوی'' کے مدیر (جنوری ۱۹۱۰ء تا جون ۱۹۱۱ء) جی ڈی سوندھی تھے۔ اُن کا پنجابی زبان و ادب کے حوالے سے کوئی تخلیقی کام نہیں مگر اُن کے دورِ ادارت میں ''راوی'' میں فارسی رسم الخط کا آغاز بلاشبہ پنجابی زبان و ادب پر احسان ہے۔ اُنھوں نے انگریزی کالج کے میگزین میں ورنیکلر زبان پنجابی کو تب شامل اشاعت کیا جب وہ صرف انگریزی زبان میں شائع ہوتا تھا اور اُردو، ہندی سمیت کوئی ورنیکلر زبان اُس میں شامل نہ تھی۔ مجلہ ''راوی'' میں طبع شدہ لوک گیتوں کا زمانی ترتیب کے مطابق جائزہ درج ذیل ہے:

مجلہ ''راوی'' شمارہ ۳۶ مطبوعہ جنوری ۱۹۱۰ء میں پہلی بار فارسی رسم الخط میں چار صفحات شائع ہوئے جو غیر مطبوعہ پنجابی لوک گیت تھے، جنھیں لالہ رام پرشاد نے ''راوی'' کی اشاعت کے لیے اکٹھا کیا اور بہترین انتخاب پر اُنھیں انعام سے بھی نوازا گیا تھا۔ یہ لوک گیت ''بابے گل ٹل پا دیو''، ''ڈھکی تے چڑھنا سچ لوکو''،

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

"کملے تے رملے"، "کیہڑی گلے چت چالیا"، "پپلاں دی عجب بہار"، "چھٹیاں مار جگانی یاں" اور "نوشہ ماہی رمزاں والا لٹکی لٹکی آ گیا" ہیں۔ پہلے گیت کی مثال ملاحظہ کریں:

بیہڑے بڑ دا بڑک نہیں کردا
بابے گل ٹل پا دیو
بابا بھر مُٹھیاں
مَیں ساگ توڑ کے آئی، بابا بھر مُٹھیاں
بابا مینوں اکھ ماردا
جو باہر اندر مَیں جاواں، بابا مینوں اکھ ماردا
باباتُوں کھا شلغم
تینوں نویں جوانی آوے، باباتُوں کھا شلغم
بابے دی داڑھی لمبی
سڑک سمبر دی جاوے، بابے دی داڑھی لمبی
بابے مینوں پکڑ لیا
مَیں چھاہ سی رڑکن لگی، بابے مینوں پکڑ لیا (۲)

"راوی" مارچ ۱۹۱۱ء میں دس صفحات پر مشتمل پندرہ لوک گیت شامل اشاعت ہوئے جو مختلف موضوعات سے متعلق ہیں۔ یہ گیت بھی رام پرشاد نے ہی اکٹھے کیے۔ پہلا گیت رخصتی کا گیت یا ڈولی کا گیت کہلاتا ہے جس میں بیٹی کی رخصتی کے موقع پر ماں، باپ اور بھائی، بھاوج کی کیفیات کی خوبصورت عکاسی کی گئی ہے:

سٹھ سہیلی بابل دَر کھڑی، مینوں نہیں ملن داچاؤ، وے سُن باپ میرے
کہ ہر من چاؤ وے، دل دریاؤ وے
گلیاں نیں بابل تیریاں پربت ہوئیاں، انگن ہویا پردیس وے، وے سُن باپ میرے
کہ ہر من چاؤ وے، دل دریاؤ وے
سونہاتے ڈولا بابل دَر کھڑا، مینوں نہیں چڑھن داچاؤ وے،، وے سُن باپ میرے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

کہ ہر من چاؤ وے، دل دریاؤ وے

تا کیاں بھریاں بابل گڈیاں چھوڑیاں، نہیں کھیڈن دا چاؤ وے،، وے سُن باپ میرے

کہ ہر من چاؤ وے، دل دریاؤ وے

بیر روندے دی انگیا بھج گئی، بھابو دے من چاؤ وے،، وے سُن باپ میرے

کہ ہر من چاؤ وے، دل دریاؤ وے (۳)

جون ۱۹۱۱ء میں چار صفحات میں پانچ لوک گیت طبع ہوئے۔ پہلا گیت ساون سے متعلق ہے جبکہ باقی چار سہاگ گیت ہیں جو شادی بیاہوں کے موقع پر گائے جاتے ہیں۔ ایک سہاگ گیت کا نمونہ دیکھیں جس میں باپ، بیٹی اور چچا کا ذکر ہے:

چندن چندن دے اوہلے بیٹی کیوں کھڑی؟

مَیں تاں کھڑی آں جی بابل دے کول، بابل وَر لوڑیئے

دِ سیئے کیہو جیہا وَر لوڑیئے؟

چنداں وچوں چند، کاہناں وچوں کاہن، کنہیا وَر لوڑیئے

چندن چندن دے اوہلے بیٹی کیوں کھڑی؟

مَیں تاں کھڑی ساں چاچا جی دے کول، چاچا وَر لوڑیئے

دِ سیئے کیہو جیہا وَر لوڑیئے؟

چنداں وچوں چند، تاریاں وچوں تارا، کاہناں وچوں کاہن، کنہیا وَر لوڑیئے (۴)

"راوی" اکتوبر ۱۹۱۱ء میں چھ لوک گیت شائع ہوئے پھر دسمبر ۱۹۱۱ء میں فارسی رسم الخط میں آٹھ صفحات شائع ہوئے جن میں دو فارسی، ایک اُردو جبکہ پانچ صفحات پنجابی لوک گیت ہیں۔ ہیر کے اپنے محبوب رانجھا کے لیے جذبات سے مزین لوک گیت ملاحظہ کریں:

بھُورے والا ساڈا پیرنی، ایہنوں چاک نہ کہیو

اُچیوں ٹِلیوں جوگی آیا، دَر پر آکے ناد بجایا

ہو یا سی مست فقیرنی، ایہنوں چاک نہ کہیو

کَن پڑوائے مُندراں پائیاں، ہو کے الخ فقیرنی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ایہنوں چاک نہ کہیو
پار چناب رانجھا مجھیاں چارے، بین بجاوے سوہنی ہیر
نی ایہنوں چاک نہ کہیو
برچھی دامار یا کوئی دم جیوے، نیناں دامار یا فقیر
نی ایہنوں چاک نہ کہیو(۵)

لوک ادب کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔ پروفیسر جی ڈی سوندھی کی زیر نگرانی مئی ۱۹۱۲ء میں چالیس صفحات پر مشتمل لوک گیتوں کا انتخاب ''مئی دی راوی'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ یہ مجلہ ''راوی'' کا انگریزی کے گزشتہ پنتالیس شماروں اور اُردو، ہندی، گورمکھی سمیت کسی بھی زبان میں سب سے پہلا خاص شمارہ یا نمبر ہے جو سارے کا سارا ایک ہی موضوع سے متعلق ہے اور یہ بات پنجابی زبان و ادب کے لیے اعزاز سے کم نہیں۔ ''مئی دی راوی'' لوک گیتوں کا خصوصی شمارہ تھا جس کی اشاعت کا سہرا پروفیسر جی ڈی سوندھی کے سر ہے۔ اس نمبر کی اشاعت کے بعد پنجابی زبان و ادب کی اشاعت کا سلسلہ بند ہو گیا۔

''مئی دی راوی'' چالیس صفحات پر مشتمل غیر مطبوعہ پنجابی لوک گیتوں کی کولیکشن ہے جو بطورِ خاص ''راوی'' کی اشاعت کے لیے اکٹھے کیے گئے تھے۔ کھوجکار/راوی کا نام بالک رام گوہل تھا جس نے امرتسر، ملتان، لائل پور، لاہور اور ہوشیار پور کے اضلاع سے یہ گیت اکٹھے کیے۔ مارچ ۱۹۱۲ء کے شمارے میں انگریزی مدیر ان گیتوں کی اہمیت اور اشاعت کی بابت لکھتا ہے:

> "We have received about one hundred Punjabi songs and ballads hitherto unpublished from L. Balak Ram Gohl who collected them, mainly during the last long vacation, from villages in the Amritsar, Multan, Lyallpur, Lahore and Hoshiarpur districts. It is intended to publish them as a supplementary number to the Ravi in the near future, and the collection should form a valuable addition to those already known to the public."(۶)

لوک گیتوں کے خصوصی شمارہ کی اشاعت پر لالہ بالک رام گوہل کو انعام سے نوازا گیا۔ شمارے میں شامل ابتدائی گیتوں میں بابل بیٹی کے گیت، سہاگ اور گھوڑیاں جیسے شادی بیاہ کے گیت شامل ہیں۔ باپ بیٹی کی فطری محبت کی سب سے بڑی وجہ شاید یہ بھی ہے کہ بیٹیاں بابل کے گھر مہمان ہوتی ہیں جن کو اپنا گھر بار، ماں باپ اور بہن بھائی چھوڑ کر سسرال جانا ہوتا ہے۔ اسی لیے ماں باپ بیٹی کے حوالے سے پریشان اور فکر مند رہتے ہیں۔ ماں باپ اور بیٹی کے جذبات مندرجہ ذیل گیت میں ملاحظہ کریں:

بابے دی میں لاڈلی، دادی دِتڑا دُور
بابا دھرم کریندیا، مینوں رکھ لَے اج دی رین
باراں برساں رکھ کے مینوں، اِک نہ رکھی رین
ماں دی مَیں لاڈلی، مینوں پیو دِتڑا دُور (۷)

پنجاب کے لوگ گیتوں میں شادی بیاہ کی رسموں کے ساتھ رشتے ناطوں کا ذکر اور پنجاب کی تہذیب و ثقافت کی جھلک بھی نمایاں نظر آتی ہے۔ جہیز پنجاب کی تہذیب و ثقافت میں اہم جزو ہے۔ والدین اپنی بچیوں کو اپنی اوقات سے بڑھ کر جہیز دیتے ہیں تاکہ اُنھیں سسرال میں کوئی طعنہ نہ دے سکے۔ پرانے زمانے میں "چرخہ" جہیز کا لازمی حصہ ہوتا تھا۔ اسی لیے پنجابی کلاسیکی شعرانے چرخے کو علامت کے طور پر استعمال کیا ہے۔ لوک گیتوں میں بھی چرخے کا بھرپور ذکر ہے۔ چرخہ پنجابی شاعری کی صنف بھی ہے جو شاید انہی لوک گیتوں سے وجود میں آئی ہے۔ چرخہ گیت میں گھریلو رشتوں ناطوں کا ذکر ملاحظہ کریں:

چرخہ تاں میرا گھاڑو جی گھڑیا، وچ سونے دِیاں میکھاں جی
میکھاں چیکھاں دُور کراں مَیں، بھائیاں دا مُونہہ دیکھاں جی
بھائی تاں میرے کابل چلّے، مَیں بھی تاں کابل دیکھاں جی
کابلنڈوں چیجاں اُڑیاں، ماگھاں تے مرگھابیاں جی
کھان پین نوں گری چھوہارے، پہنن نوں دریائیاں جی
اگلے تاں اندر پٹوا پٹ دا، تاڑو تاڑ مچائیاں جی (۸)

شمارے میں شادی بیاہ کے گیتوں میں تیل چڑھانے، کھارا بٹھانے، کھارا اُتارنے، کپڑے پہننے، واگ پھڑائی، سرمہ پوائی، بارات ڈھکنا اور لاگ لینے جیسے گیت موجود ہیں۔ واگ پھڑائی گیت میں بہن کی طرف سے لاگ کا تقاضہ درج ذیل گیت میں ملاحظہ کریں:

جے بھین پھڑی او ری باگ، پنج روپے بھین دا لاگ
جے بھین پھڑی او ری باگ، بُوری جھوٹی بھین دا لاگ (۹)

بارات لڑکی والوں کے گھر پہنچتی ہے تو باراتیوں کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ نکاح یا لاواں پھیروں کے بعد رخصتی ہوتی ہے۔ کہار ڈولی اُٹھا کر لڑکی کو سسرال پہنچاتے ہیں۔ ڈولی گیت میں کہار کے لاگ کا ذکر دیکھیں:

ڈولے دا مُونہہ کھول، مہاراج کہارا
ڈولے دا مُونہہ بھیڑا، وے مہاراج کہارا
وچ ہے ساڈا ہیرا، وے مہاراج کہارا
ڈولے دا مُونہہ اُچّا، وچ ہے سُچّا موتی
لَے لئو اپنا لاگ، وے مہاراج کہارو
دے دیو ساڈا مال، وے مہارا کہارو (۱۰)

قہار ڈولی گھر پہنچاتے ہیں۔ لڑکے کی ماں پانی وارتی ہے۔ لڑکیاں، عورتیں چاؤ میں گیت گاتی اور گدّھے ڈالتی ہیں۔ دیگر رسمیں ہوتی ہیں اور شادی کی تقریبات مکمل ہوتی ہیں۔ بھائی کے گھر بچے کی پیدائش پر بہن کو بلایا جاتا ہے۔ بہن مبارکباد دیتی اور بھائی سے لاگ لیتی ہے۔ مختصر یہ کہ لوک گیتوں میں پیدائش سے لے کر زندگی کے ہر ہر موقعے کی جھلک موجود ہے۔ یہ لوک گیت ہماری تاریخ و تہذیب کے نمائندہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ''راوی'' میں اُنھیں محفوظ کرنے کی خاطر شائع کیا گیا۔ بلاشبہ لوک گیتوں کا یہ نمبر ہمیں جہاں ایک صدی قبل کی تہذیب و ثقافت، رشتوں ناطوں اور شادی بیاہ کی رسموں کا پتہ دیتا ہے وہیں اس شمارے کی بدولت پنجابی لوک ادب محفوظ ہو گیا۔

خصوصی شمارے کے پندرہ برس بعد دسمبر 1926ء، جنوری ۱۹۲۷ء میں بولیاں طبع ہوئیں جو گورمکھی میں ہیں۔ بولیوں کی تعداد ۲۹ ہے جنھیں اک متر (اصل نام درج نہیں) نے ''راوی'' کی اشاعت کے لیے اکٹھا کیا تھا۔ ''بولیاں'' درج کرنے سے پہلے مدیر نے مضمون نما ادارتی نوٹ لکھا ہے جس میں لوک گیتوں کی اہمیت اور اُنھیں اکٹھا کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ بقول مدیر:

''اِک متر دی کرپا نال ایہہ بولیاں ہتھ آئیاں... دِنو دِن زمانہ بدل رہیا ہے... کسے نہ کسے طرح ایہہ یتن کیتا جاوے جو پنڈاں دے گبھر وواں دیاں بولیاں، کلیاں تے ہور اوہناں دے سبھاوک راگ جو جلسیاں، اکھاڑیاں تے گوناں وچ پرگٹ ہوندے ہن، تیویاں دے ویاہ مرگ، منگنے، مکلاوے، پھیریاں تے ودھائی آدِ دے ویلے ویلے دے گیت، وین، آلھنیاں تے گھوڑیاں کھوتیاں دے اکھان تے ہور پرچلت واراں لکھت وچ آجان تاں جو اوّن والا زمانہ جاں اج کل دے کھوجی پڑھے لکھے ہی ساہتک وادے جاں بھائی چارک تے سماجک ترقی لئی ایہناں توں فائدہ چک سکن...'' (۱۱)

کچھ بولیاں مثال کے لیے ملاحظہ کریں:

☆ کُتّی مرجے گوانڈھنے تیری، گلی دے وچوں یار موڑیا

☆ سفنے چ یار مِل گیا، جاگ آئی تے اکھاں بھر آئیاں

☆ تیرے بھُل کے باغ وچ آگی، اِک پھُل توڑلین دے

☆ بیریاں دے بیر کھانیئے، گوری گلھ نُوں جھریٹاں آئیاں

☆ میری بھاویں جند وِک جے، تیرا وال وِنگا نہ ہووے

☆ سُفنے چ یار مر گیا، سُتی پئی نے پٹّاں تے ہتھ ماریا (۱۲)

جنوری ۱۹۳۴ء میں گیان سنگھ حصہ پنجابی کے ایڈیٹر تھے۔ اُنھوں نے اداریے کے فوراً بعد راس دھاریوں سے سنا گیت شامل طبع کیا جس کی بابت وضاحت دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہیٹھ لکھیا گیت راس دھاریئے آسا (قوالی) وچ گانویا کردے نیں۔ سوہنی سُر اِس دی سادگی تے ڈُونگھیائی تے ہوروی رنگ چاڑھ دیندی اے۔ راساں دا رواج ساڈے دیس وچ اج کل اگے نالوں بہت گھٹدا جاندا ہے۔ سوراس دھاریاں دی جماعت وی بکھردی جاندی ہے۔ ایہناں کول کئی پنجابی ناٹکاں دا بھنڈار تے کئی اجیہے سوہنے گیت اکٹھے کیتے ہوندے سن۔ سِدھے سادے پینڈو آں نوں ایہناں دے کھیل ہی سال وچ دو چار واری سینما تے تفریح ہوندے۔ ناٹک ہمیشہ کسے سُچّی تے اُچّی Theme دے ہُندے (جیویں پورن بھگت،

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بھرتری ہری، گوپی چند، راجہ رسالو، سسی پنوں آد جیہناں دیاں روایتاں بڑے پرانے ویلیاں توں چلیاں آؤندیاں ہن) تے پاتر وی اپنے حصے واہ واہ نبھاؤندے۔ (۱۳)

"مَیں بیراگن" کے عنوان سے راس دھاریوں سے سُن کر نقل کیے گئے گیت سے دو بند ملاحظہ کریں:

مائے نی سُن میریئے مائے آپ پئیاں سر بھارے
جیہناں نال محبت ساڈی لدّ گئے [اوہ] ونجارے
ڈوہلاں تیل بجھاواں وٹی آں اگ لاواں اِس کھارے
شگناں والے
لوکا! لوکا! وے مَیں بیراگن شام دی، میر اپیا بتاوو
دست پھُلاں دی ٹوکری کوئی لئو وے بپاری
در در ہوکا دے رہی آں تیری نگری مَیں ساری
لینے والا کوئی نہیوں سبھ چلن ہاری
مَیں اُڈیکاں کر رہی گھر آ شام میرے
لوکا! لوکا! وے مَیں بیراگن شام دی، میر اپیا بتاوو (۱۴)

مئی ۱۹۶۶ء میں "مہینوال کے ہاڑے" کے عنوان سے لوک گیت شائع ہوا۔ راوی کا نام درج نہیں۔ گیت کے آخر میں صرف "لوک گیت" لکھا ہوا ہے:

مچھیو نی جل رکھیو تسی چُن چُن کھانا میرا ماس
اِک نہ کھانے نین ساڈڑے سانوں اجے وی ملن دی آس
دُدھوں دہی بنالیا تے دہیوں بنالئی چھاہ
اج نہیں سوہنی آوندی کتے پے گئی لمڑے راہ
دُدھوں دہی بنالیا تے دہیوں بنایا پنیر
اج نہیں سوہنی آوندی کتے پے گئی ڈُونگھڑے نیر (۱۵)

لوک گیت "اُچیاں لمیاں ٹاہلیاں" جون ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا۔ چھ مصرعوں کے گیت میں رومانوی انداز میں عاشق اور معشوق کے پیار محبت اور ناز نخروں کا ذکر ہے:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اُچیاں لمیاں ٹاہلیاں وچ گجری دی پینگھ وی ماہیا

پینگھ جھُوٹیندے دو جَنے ہو عاشق تے معشوق وے ماہیا

پینگھ سی پتلی، عاشق گبھرو، ماجھے دی جٹی ملوک وے ماہیا

پینگھ جھُوٹیندے ڈھیہہ پئے دونویں ہو گئے چکناچُور وے ماہیا

اُچے برج لاہور دے واری ہیٹھ وگے دریا وے ماہیا

مَل مَل نہاون گوریاں اوئے لین گوراں دے ناں وے ماہیا(۱۶)

مجلہ ''راوی'' ۱۹۹۳ء کا شمارہ لوک گیتوں کے حوالے سے بہت خاص ہے کیونکہ ''مئی دی راوی'' کے بعد یہ پہلا شمارہ ہے جس میں نو لوک گیت اور ایک لوک کہانی شائع ہوئی۔ لوک گیت اکٹھے کرنے والے کھوجی شارب، محمد خان رانجھا اور طاہر عزیز جبکہ لوک کہانی کے کھوجی سعید بھٹا ہیں۔ پروفیسر شارب لوک گیت اور خاص طور پر ساہیوال کے ڈھولوں کی وجہ سے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ شارب کے چار گیت ''دھمّی ویلے اُٹھی آں''، ''نینگر دا گاون''، ''لڑی دار ماہیا'' اور ''بولیاں (لہندے دِیاں)'' اس شمارے میں شامل ہیں۔ بقول کھوجی لوک گیت کی یہ قسمیں بار کے مختلف علاقوں سے اکٹھی کی گئی ہیں۔ تھلوچی لڑی دار ماہیا کی مثال ملاحظہ کریں:

مَیں اِتھے تے ڈھولا لاہندے، اساں کِہے چُلھے رل باہندے

نِکّی جیہی پکھّی اللہ دی سونہہ ٹنگی اے بنگلے نال

یاری لا بیٹھی پردیسی کملے نال

مَیں اِتھاں تے ڈھولا ورچھے

کالی رات بدّل پیا کڑکے

اُبھیوں گھٹا چڑھ پئی وچ بگلا بول پیا

بہوں ارمان لگا مینہہ وسدے ڈھول گیا

قربان مجھیں داونگیا

ہکا ڈھول اللہ کولوں منگیا

موڑ بازارے دا وچ وِکدی دہیں ماہیا

دُکھاں دا پالیا ڈھول ہنڈھایا کہیں ماہیا(۱۷)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

''بولی'' پنجابی لوک گیتوں میں سب سے زیادہ مقبول و مشہور اور مختصر گیت ہے۔ یہ گیت صرف ایک مصرعے پر مشتمل ہوتا ہے جس میں ردیف و قافیہ کا اہتمام بھی ضروری نہیں۔ صرف ایک مصرعے میں مکمل مضمون بیان کر دینا اس گیت کا خاصہ ہے۔ لوک گیت ''بولیاں'' کی تعداد لاکھوں میں کہی جائے تو غلط نہ ہو گا۔ کیونکہ لوک بولیوں کے علاوہ موجود دور میں طبع زاد بولی بھی بڑی تعداد میں لکھی جا رہی ہے۔ شارب کی ''لہندے دِیاں بولیاں'' ملاحظہ کریں اور یک مصرعی گیت (شارب کی طرح بعض لوگ ''بولی'' کو وسرام کی بجائے دو مصرعوں میں بھی تحریر کرتے ہیں، حالانکہ اس گیت کا لطف اور تسلسل ایک مصرعے میں ہی ہے) کا لطف محسوس کریں:

☆ میرا پار کھلا مہینوال نی، نظراں نہ لائیں ندیئے

☆ رانجھے ہُوک مجھیاں نوں ماری، تے لوکاں بھانے مور بولیا

☆ جتی ہیر دا سنیہڑا لَے جا، وے رنگ پور کھیڑیاں توں

☆ پگ اُڈی وے شونقیا تیری، لوکاں بھانے پھُل اُڈیا

☆ مینوں وکھرا اپوادے بنگلہ، وے روہی والا جنڈ وڈھ کے (۱۸)

محمد خان رانجھا نے معروف لوک گاون راوی میں طباعت کے لیے پیش کیا۔ یہ گاون کئی گلوکار اپنے اپنے انداز میں تھوڑی بوہت لفظی تبدیلی کے ساتھ گا بھی چکے ہیں۔ گاون کے کچھ بول ملاحظہ کریں:

اُبھے تُوں نہ ونجیں وے، لَے مَیں نہ ویندی آں
میرے کول رہویں تے، تاں مَیں راجی رہندی آں
وے کارتُوں منگا چا، تیل مَیں پویندی آں
میرے کول رہویں تے، تاں مَیں راجی رہندی آں
تُوں تھک پیا ایں تے، مُٹھی مَیں بھریندی آں
میرے کول رہویں تے، تاں مَیں راجی رہندی آں
تُوں ٹِیک لا وے، پکھّا مَیں جھُلیندی آں
میرے کول رہویں تے، تاں مَیں راجی رہندی آں
چابی توں چالا وے، گڈی مَیں چلیندی آں
اُبھے تُوں نہ ونجیں وے، لَے مَیں نہ ویندی آں

میرے کول رہویں تے، تاں میں راجی رہندی آں [19]

طاہر عزیز نے سترہ لوک ماہیے کھوج کر ”راوی“ میں شائع کروائے۔ ماہیا پنجابی شاعری کی معروف صنف ہے جو ڈیڑھ مصرعی گیت ہوتا ہے۔ پہلا آدھا مصرع عام طور پر بے معنی ہوتا ہے اور صرف قافیہ کی ضرورت پوری کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ دوسرا مصرع مکمل ہوتا ہے اور پہلے آدھے سے اُس کا قافیہ ملنا ضروری ہوتا ہے۔ ماہیا کا دوسرا مصرع ہی اصل میں مکمل گیت ہوتا ہے جو مکمل، بھرپور اور جاندار اہوتا ہے۔ طاہر عزیز کے کچھ ماہیے مثال کے لیے ملاحظہ کریں:

☆ وال کٹا چھوڑو
ساہمنے وَسدے رہو، بھاویں ساجھ مُکا چھوڑو

☆ کدی پھیرا پاویں ہا
ساون ول آیائی، توں وی وطناں تے آویں ہا

☆ کھُوہ کدھیاں تے نہیں واہندے
سنگتاں نکھڑو نجن، مزے زندگی دے نہیں راہندے

☆ کالر چولے نوں
سانوں پیا کجھ ہووے، ہووے کجھ نہ ڈھولے نوں

☆ چھپری چوپوندی
تیرا کوئی ناں چالووے، اکھ کملی روپیندی [20]

شمارے کے آخر میں میاں کمال دین (مراثی) کی کہانی ”راجا پورس“ [21] شامل ہے جسے سعید بھٹا نے میاں کمال دین سے سن کر تحریر کیا اور ”راوی“ میں طبع کروایا۔ دس صفحات کی یہ کہانی سکندر اعظم کے مدمقابل ڈٹ جانے والے پنجاب کے دیسی ہیرو اور محب وطن سپتر راجہ پورس کی ہے۔ کہانی میں یہ بات بخوبی محسوس کی جا سکتی ہے کہ دنیا بھر میں جہاں سکندر اعظم کی فتوحات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے وہیں ہمارے دیسی مؤرخ نے اپنے ہیرو اور اُس کے کارناموں کو سراہا ہے۔ راجا پورس کا سگا بیٹا اس جنگ میں مارا گیا اور خود راجا پورس کو بھی شکست ہوئی لیکن اُس نے سکندر اعظم کی ہمت توڑ کر اُسے واپس پلٹنے پر مجبور کر کے حب الوطنی کی الگ تاریخ رقم کر دی۔ دوسری اہم بات پنجابی زبان کے قدیم جھنگوی لب ولہجے، روزمرے، محاورے اور ضرب الامثال کی اصل چاشنی ہے

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

جو دھرتی سے جڑے بندے میاں کمال دین کی بدولت ہم تک پہنچی اور تحریری صورت میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئی۔ سعید بھٹا کی یہ کاوش یقیناً سراہے جانے کے لائق ہے۔

ستمبر ۱۹۹۴ء کے "راوی" میں مزید نو گیت شائع ہوئے۔ جن میں پہلے دو گیت "لڑی وے پریت والی ٹُٹدی وی نہ"، "کنگھاواہواں تے دُکھن میرے وال نی" اور چودہ بولیاں کھوجی محمد اسامہ حسن کے ہیں۔ "تیری ماں نے چاڑھیا ساگ وے" اور "ماواں تے دِھیاں" کھوجی مصطفیٰ رضا گوندل کے ہیں۔ "شوخ بولیاں" اور "لڑی وار ماہیا" اویس رضا نے "راوی" کے لیے اکٹھے کیے۔ جبکہ آخر میں "مٹیار اپنے پردیسی دی اُڈیک وچ" اور اٹھارہ "ماہیے" کھوجی محمد حسن رضا گوندل کے ہیں۔ تمام لوک گیتوں میں بولیاں اور ماہیے لاجواب ہیں۔

محمد خان رانجھا نے ۱۹۹۵ء کے "راوی" میں "سہرا" شائع کروایا۔ لوک صنف سہرا شادی بیاہ کے موقع لکھا جاتا ہے جس میں دولھا اور اُس کے خاندان کا ذکر اور خیر و برکت کی دعا ہوتی۔ سہرے کا ایک بند ملاحظہ کریں:

سہرا تیرا نوں لڑیا
ہیرے موتی لعلاں جڑیا
ہے نی کسے مالن پرویا
پھُلاں دا سہرا کسے شوقن پرویا
لَے وے بندیا توں وڈھ جنڈی
اماں تیری نے شکر ونڈی
سہرا تیرا نوں لڑیا
ہیرے موتی لعلاں جڑیا[۲۲]

۱۹۹۶ء میں پانچ لوک "بولیاں" اور نو لوک "ماہیے" شائع ہوئے۔ ۱۹۹۹ء میں عابد تمیمی کا ایک ماہیا شائع ہوا جو طبع زاد محسوس ہوتا ہے:

سونے دی چھاپ ہوندی
ماہی نوں مَیں خط لکھدی، جے مَیں پڑھی ہوئی آپ ہوندی[۲۳]

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

رائے محمد خان ناصر موجودہ عہد کے معروف پنجابی شاعر ہیں اور دورِ حاضر میں نظم، غزل کے ساتھ ساتھ شلوک اور دوہڑے جیسی پرانی اصناف میں بھی طبع آزمائی کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اُن کی لکھی طبع زاد بولیاں، ماہیے اور ٹپے بھی لاجواب ہیں۔ مجلہ ''راوی'' شمارہ ۲۰۱۶-۲۰۱۷ء میں اُن کی بولیاں اور ٹپے شائع ہو چکے ہیں۔

مختصر یہ کہ لوک گیتوں کی ادبی اور تاریخی افادیت اپنی جگہ لیکن لوک گیت اس لیے بھی اہم ہیں کہ مجلہ ''راوی'' میں پنجابی ادب کی اشاعت کا آغاز انہی لوک گیتوں سے ہوا تھا۔ ''راوی'' میں شائع ہوئے لوک گیتوں کے مجموعی جائزہ سے پتہ چلا کہ پنجابی لوک گیتوں میں موضوعاتی رنگارنگی اور تنوع پایا جاتا ہے۔ ''راوی'' میں اگرچہ لوک گیتوں کی بہت بڑی تعداد نہیں لیکن جو ہے وہ تسلی بخش ہے۔ اس سلسلے میں ''مئی دی راوی'' قابل ذکر ہے جو پورا شمارہ لوک گیتوں کا ہے۔ علاوہ ازیں بولیاں، ماہیے اور ٹپے جو لوک ادب کی سب سے معروف اور لاڈلی اصناف ہیں؛ کا اچھا خاصہ ذخیرہ ''راوی'' میں موجود ہے۔

حوالہ جات

۱. H. L. O. Garrett, Abdul Hamid, A History of Government College Lahore(1864-1964), P:125

۲۔ رام پرشاد، لالہ، ''بابے گل ٹل پادیو'' (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد:5، شمارہ:36، جنوری1910ء، ص:26

۳۔ رام پرشاد، ''سٹھ سہیلی بابل دَر کھڑی'' (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد:5، شمارہ:37، مارچ1911ء، ص:23

۴۔ احمد خان، شیخ، خان صاحب، ''چندن چندن دے اوہلے بیٹی'' (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد:5، شمارہ:39، جون1911ء، ص:20,21

۵۔ گورودت کردل، لالہ، ''بھورے والا ساڈا پیرنی''(لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد:6، شمارہ:42، دسمبر1911ء، ص:6

٦. S. Z. D, (Editor) College Notes, Included: The Ravi, Vol: 6, Issue: 44, March, 1912, p: 182,182

۷۔ بالک رام گوہل، (مرتب) "لوک گیت"، مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد:6، شمارہ:46، مئی 1912ء، ص:254

۸۔ بالک رام گوہل، (مرتب) "چرخہ" (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد:6، شمارہ:46، مئی 1912ء، ص:270

۹۔ بالک رام گوہل، (مرتب) "واگ پھڑائی" (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد:6، شمارہ: 46، مئی 1912ء، ص:273

۱۰۔ بالک رام گوہل، (مرتب) "ڈولی دا گیت"، مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد: 6، شمارہ: 46، مئی 1912ء، ص:275

۱۱۔ اِک متر، "بولیاں" (گورمکھی ادارتی نوٹ)، مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد: 21، شمارہ: 3,4، دسمبر، جنوری 1927-1926ء، ص:۴

۱۲۔ اِک متر، "بولیاں" (گورمکھی لوک گیت)، ص:5, 6

۱۳۔ گیان سنگھ، "ایڈیٹر نوٹ"، مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد:28، شمارہ:4، جنوری 1934ء، ص:2

۱۴۔ گیان سنگھ، "مَیں بیراگن" (لوک گیت) مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد: 28، شمارہ: 4، جنوری 1934ء، ص:2

۱۵۔ نامعلوم، "مہینوال کے ہاڑے" (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد: 59، شمارہ: 2، مئی 1966ء، ص:90

۱۶۔ نامعلوم، "اُچیاں لمیاں ٹاہلیاں" (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد: 60، شمارہ: 3، جون 1967ء، ص:102

۱۷۔ شارب، "تھلوچی لڑی دار ماہیا" (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد:80، شمارہ واحد، جون 1993ء، ص:261

۱۸۔ شارب، "بولیاں لہندے دِیاں" (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ "راوی" لاہور: جلد: 80، شمارہ واحد، جون 1993ء، ص:261

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۱۹۔ محمد خان رانجھا، ''گاون'' (لوک گیت) ، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: 80، شمارہ واحد، جون 1993ء، ص:262

۲۰۔ طاہر عزیز، ''ماہیے'' (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: 80، شمارہ واحد، جون 1993ء، ص:264,265

۲۱۔ کمال دین، ''راجا پورس''، مرتبہ سعید بھٹا، (لوک کہانی)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: 80، شمارہ واحد، جون 1993ء، ص:266تا276

۲۲۔ محمد خان رانجھا، ''سہرا'' (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: 82، شمارہ واحد، اگست 1995ء، ص: 249

۲۳۔ عابد تمیمی، ''ماہیا'' (لوک گیت)، مشمولہ: مجلہ ''راوی'' لاہور: جلد: 86، شمارہ واحد، اگست 1991ء، ص: 162